ہجرت اور اس کی اقسام

مولانا محمد منشاء کاشف فیصل آباد

ومن یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ وکان اللہ غفورا رحیما (النساء)

ترجمہ:۔ جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف ہجرت کے لئے نکل کھڑا ہو پھر اس کو موت نے آگھیرا تب بھی اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ثابت ہو گیا اور اللہ تعالیٰ بڑا مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

جو شخص بنیت ہجرت اپنے گھر سے نکلا پھر دارالاسلام میں پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں اسے موت آگئی اسے بھی ہجرت کا کامل ثواب مل گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

انما الا عمال بالنیات وانما لکل امرء مانوی فمن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ فھجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن کانت ھجرتہ لدنیا یصیبھا او امرئۃ یتزوجھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ۔

ہر عمل کا دارو مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہ ہے جو اس نے نیت کی پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو۔ اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا باعث ہو گی اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لئے ہو یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہو تو اسے اصل ہجرت کا ثواب نہ ملے گا بلکہ اسکی ہجرت اسی طرف سمجھی جائے گی۔

یہ حدیث عام ہے ہجرت وغیرہ تمام اعمال کو شامل ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا پھر ایک عابد کو قتل کر کے سو پورے کئے پھر ایک عالم سے پوچھا کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ تو اس نے کہا توبہ کے اور تیرے درمیان کوئی چیز حائل نہیں تو اپنی بستی سے ہجرت کر کے فلاں شہر چلا جا جہاں خدا کے عابد بندے رہتے ہیں۔ چنانچہ ہجرت کر کے اس طرف چلا راستے میں ہی تھا کہ موت آگئی۔ رحمت اور عذاب

کے فرشتوں میں اس کے بارے میں اختلاف ہوا تو کچھ کہنے لگے کہ یہ شخص توبہ کرکے ہجرت کے لئے چل کھڑا ہوا اور کچھ کہنے لگے کہ یہ وہاں پہنچا تو نہیں پھر انہیں حکم ہوا کہ وہ اس طرف کی اور اس طرف کی زمین کی پیائش کریں جس بستی سے یہ قریب ہو اسکے رہنے والوں میں اسے ملا دیا جائے پھر زمین کو خدا نے حکم دیا کہ بری بستی کی جانب سے دور ہو جائے اور نیک بستی کی طرف قریب ہو جا جب زمین ناپی گئی تو توحید والوں کی بستی سے ایک بالشت برابر قریب نکلی اور اسے رحمت کے فرشتے لے گئے ایک روایت میں ہے کہ موت کے وقت یہ اپنے سینے کے بل نیک لوگوں کی بستی کی طرف گھیستا ہوا گیا۔ (تفسیر ستاری)

ہجرت:۔ ہجرت کے لغوی معنی چھوڑنے کے ہیں۔ ہجرت کی تین قسمیں ہیں۔ **پہلی ہجرت:۔** (چھوڑنا) یہ ہے کہ مسلمان اس زمین 'اس ملک اور اس شہر کو چھوڑ دے۔ جہاں وہ رہ کر خدا اور رسولؐ کے احکام و فرائض اور اوامر و نواہی پر کھلے بندوں عمل نہ کر سکے۔ اب اسکا یہ وطن اسے چاہے کتنا ہی عزیز و پیارا ہو اسے مسلمان ہونے کی حیثیت سے چھوڑنا پڑے گا۔ اگر وہ نکلنے کی طاقت کے باوجود دارالحرب میں رہے گا اور خدا اور رسولؐ کی تمام باتوں پر عمل نہیں کر سکے گا تو وہ خدا اور رسولؐ کے نزدیک مجرم ٹھہرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس قسم کے لوگوں کو تنبیہہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

ان الذین توفاھم الملا ئکتہ ظالمی انفسھم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض اللہ واسعتہ فتھا جروا فیھا فاولئک ماوٰھم جھنم وساءت مصیرا۔ (النساء آیت ۹۷)

بیشک جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو ان سے پوچھتے ہیں تم دنیا میں کس حالت میں رہتے تھے؟ وہ جواب میں کہتے ہیں ہم تو زمین (اپنے وطن) میں مغلوب کمزور تھے _ (اس لئے پوری شریعت مطہرہ پر عمل نہیں کر سکتے تھے) فرشتے کہتے ہیں کہ کیا اللہ کی زمین فراخ نہیں تھی۔ کہ تم ہجرت کر جاتے ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اور وہ بری جگہ ہے یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی معیت میں بروز پیر۔ ربیع

الاول ۱۳ بعثت نبویؐ میں اپنے محبوب وطن مکہ معظمہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ کی راہ لی۔

اب اگر یہ ہجرت محض خدا اور رسولؐ کی رضا کے لئے ہو تو پھر مہاجر کے لئے بڑے ہی ثواب درجات اور مراتب ہیں۔ ورنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق جس نیت سے ہجرت ہو گی اسے وہی کچھ حاصل ہو گا جیسا کہ اوپر حدیث کا ذکر کیا گیا ہے۔

انما الاعمال بالنیات الخ

حضورؐ کی مکہ سے مدینہ کو ہجرت کا بیان:- خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین ○۔ (سورۃ الانفال آیت ۳۰)

ترجمہ:- اور (اس واقعہ کا بھی ذکر کیجئے) جب کہ کافر لوگ آپ کی نسبت (بڑی بڑی) تدبیریں سوچ رہے تھے کہ آیا آپ کو قید کر لیں یا آپ کو قتل کر ڈالیں یا آپ کو خارج وطن کر دیں اور وہ اپنی تدبیریں کر رہے تھے۔ اور اللہ میاں اپنی تدبیر کر رہے تھے۔ اور سب اللہ تعالیٰ سے زیادہ مستحکم تدبیر والا ہے۔

اس آیت میں واقعہ ہجرت کی طرف اشارہ ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب قریش دارالندوہ میں آپ کے خلاف مشورہ کرنے بیٹھے تو شیطان بزرگ نجدی کی شکل میں آیا۔ اور مشورہ میں شریک ہوا۔ بعض نے رائے دی کہ اس کو زنجیروں میں جکڑ کر قید کر دو۔ ابلیس ملعون بولا واللہ میری رائے یہ نہیں۔ اس لئے کہ اس کی توحیدی باتوں کی خوشبو مشک کی طرح پھیلے گی اور شاید اس کے ساتھی تم پر حملہ آور ہوں اور تم کو ہی یہاں سے نکال دیں۔ پھر ایک نے کہا اس کو یہاں سے نکال دو جلا وطن کر دو تاکہ تم کو چین ملے کہ تمہارے معبودوں کو برا کہتا ہے بے اختیار بتاتا ہے اس پر شیطان بولا واللہ یہ رائے بھی ٹھیک نہیں ہے وہ جس ملک میں جائے گا اس کی میٹھی باتیں لوگوں کے دلوں میں اتر جائیں گی پھر تم سے مقابلہ کر کے تم کو قتل کر دے گا۔ جب ہر دو تجویز ناپسند ہوئیں۔ تو ابو جہل ملعون کہتا ہے کہ میاں نہ رہے بانس نہ بجے بانسری میری رائے ہے جملہ قبائل قریش کی ایک نمائندہ پارٹی اس کو قتل کر دے۔ ابلیس لعین نے اس رائے سے اتفاق کیا اور سب متفق ہو گئے تب اللہ

تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو وحی کے ذریعہ کفار کے بدارادوں سے مطلع فرما کر ہجرت کا حکم دیا۔ آپ مع یار غار ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعافیت گھر سے نکل کر غار ثور میں مقیم ہوئے اور اللہ نے وہاں بھی حفاظت کی پھر تین روز کے بعد آپؐ وہاں سے کوچ کر کے مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر لٹا گئے صبح جب کافروں نے حملہ کرنا چاہا تو دیکھا حضرت علی ہیں۔ (مشکوۃ صفحہ ۵۳۴)

جب آپؐ گھر سے باہر تشریف لائے تو ایک مٹھی خاک کی بھر کر ان محاصرین کے سروں پر ڈالی کسی نے آپ کو نہ دیکھا آپ سورہ یٰسین پڑھتے تھے۔ الی قولہ لا ینصرون (جامع البیان صفحہ ۱۵۵) ابن کثیر و ابن جریر وغیرہ)

آج بھی اگر کوئی دشمن کی طرف پڑھ کر پھونک مار دے تو دشمن کے شر سے محفوظ رہے گا۔ مجرب ہے ہم نے کئی دشمنوں پر پڑھ کر آزمایا ہے خدا نے ہمیں بڑے بڑے دشمنوں سے محفوظ رکھا۔ اہل بدعت نے بھی میرے خلاف کئی ہتھکنڈے اختیار کئے تھے۔ مگر سب کے سب ناکام ہوئے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

الا تنصروه فقد نصره الله اذ اخرجه الذین کفروا ثانی اثنین اذھما فی الغار اذیقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا فانزل الله سکینته علیه وایده بجنود لم تروھا وجعل کلمة الذین کفروا السفلی و کلمة الله ھی العلیا والله عزیز حکیم (پ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۴۰)

ترجمہ:۔ اگر تم لوگ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد اس وقت کر چکا ہے جبکہ آپ کو کافروں نے جلاوطن کر دیا تھا۔ جبکہ دو آدمیوں میں ایک آپ تھے جس وقت کہ دونوں غار میں تھے جبکہ آپ اپنے ہمراہی سے فرما رہے تھے کہ تم (کچھ) غم نہ کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب پر اپنی تسلی نازل فرمائی۔ اور آپ کو ایسے لشکروں سے قوت دی جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات اور تدبیر نیچی کر دی کہ وہ ناکام رہے اور اللہ ہی کا کلمہ بلند رہا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

غار کہتے ہیں ثقب عظیم کو جو پہاڑ کے اندر ہو۔ ثور مکہ کے قریب ایک پہاڑ کا نام ہے تقریباً ایک گھنٹہ کا راستہ ہے۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیقؓ مکہ سے نکل کر اس غار میں جا چھپے تھے یہ قصہ تفصیلاً کتب سیر و حدیث میں مذکور ہے۔ بخاری میں ہے۔ کہ مکہ سے کافر ڈھونڈتے ہوئے اس غار میں آپہنچے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم چھپے ہوئے تھے حضرت ابوبکرؓ کو آپ کا رنج و فکر ہوا۔ کہنے لگے اگر اس میں مرجاؤں تو میں نفر ہوں اگر آپ پر صدمہ ہوا تو ساری امت تباہ ہو گی اور دین برباد ہو جائے گا۔ انس و مغیرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اللہ نے کفار کو غار سے اندھا کر دیا تھا۔ ادھر ادھر دیکھتے پھرتے تھے غار میں نہ دیکھا یہ آیت دلیل ہے علو مرتبہ صدیق پر۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو میرا ساتھی ہے غار میں اور حوض کوثر پر۔ اہل علم نے بوجوہ کثیرہ آیت ہذا سے فضیلت ابوبکر پر استنباط کیا ہے ان میں رد ہے روافض کا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے ہیں غرض ابوبکر کو غار میں یہ غم تھا کہ کہیں کوئی شخص مطلع ہو کہ آپؐ کو تکلیف نہ دے تو آپ صلعم ابوبکرؓ کو تسکین دیتے اور فرماتے کیا گمان ہے تیرا ساتھ ان دو شخصوں کے کہ جن کا تیسرا خدا ہے حضرت انسؓ کہتے ہیں ابوبکرؓ نے مجھ سے ذکر کیا کہ میں نے رسول خدا سے کہا جب کہ ہم اندر غار کے تھے اگر کوئی آدمی ان سے اپنے پاؤں کی طرف دیکھے تو ہم کو دیکھ لے گا فرمایا اے ابوبکرؓ تیرا کیا گمان ہے۔ ساتھ ان دو شخصوں کے جن کا تیسرا اللہ ہے اس میں بڑی فضیلت ہے ابوبکرؓ کی۔ وہ رسول ﷺ کے یار غار تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر بڑے عنوان شائستہ کے ساتھ اپنی کتاب میں فرمایا۔ حسن بن فضل اور کشاف والے نے کہا ہے جس نے کہا کہ ابوبکر صاحب رسولؐ نہیں ہیں وہ کافر ہوا بنص قرآن (ابن کثیر و فتح) فتح الباری وغیرہ کا خلاصہ یوں ہے۔

ہجرت سے پہلے آنحضرت ﷺ نے خواب دیکھا تھا کہ دو پہاڑوں کے بیچ میں کنکریلی زمین ہے اور اس زمین پر کھجوریں بہت ہیں وہاں ہجرت کا حکم ہوا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خواب سن کر کچھ لوگ مدینہ اور کچھ حبشہ چلے گئے تھے جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کفار نے بہت تنگ کیا۔ اور انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں جو ایک چبوترہ مسجد کی طرح بنا

لیا تھا۔ اس پر نماز پڑھنے اور تلاوت قرآن کرنے سے منع کیا تھا تو آپ نے مدینہ کا قصد کیا لیکن آنحضرت نے ان سے فرمایا تھوڑے دن تامل کرو۔ شاید مجھ کو بھی ہجرت کا حکم ہو جائے۔ ایک روز آنحضرت ﷺ خلاف عادت ٹھیک دوپہر کو حضرت ابو بکرؓ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھ کو ہجرت کا حکم ہو گیا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا کیا مجھ کو بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں بس اب تم تیاری کر لو۔ حضرت ابو بکرؓ اور آنحضرت ﷺ جبل ثور کے غار میں جا کر تین دن تک رہے۔ حضرت ابو بکرؓ کا ایک غلام عامر بن فہیرہؓ اسی جنگل میں بکریاں چراتا تھا۔ وہ اندھیرے کے وقت کچھ بکریوں کا دودھ لا کر آپ دونوں کو پلا جاتا تھا۔ پھر ابو بکرؓ نے مدینہ کے ایک شخص کو جو کافر تھا راستہ بتانے پر مقرر کیا۔ وہ دونوں اونٹنیاں لے کر چوتھے روز غار پر آیا۔ آنحضرت اور ابو بکرؓ سوار ہو گئے۔ عامر بن فہیرہؓ اور وہ راہبر پیدل ساتھ رہے اور مدینہ کے راستہ سے روانہ ہوئے جس رات کو پہلے پہل مکہ سے نکل کر غار میں رہے اس صبح کو کفار مکہ نے آپؐ کی تلاش میں آپؐ کا پیچھا بھی کیا۔ یہاں تک کہ جب غار کے قریب یہ لوگ آئے اور صدیق کو ان کے قدم نظر آئے تو بڑا اندیشہ ہوا۔ کیونکہ یہ لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے فکر میں تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اس جڑ کو کاٹ ڈالیں۔ حضرت عمرؓ کے روبرو جب حضرت ابو بکرؓ صدیق کا ذکر آیا کرتا تو فاروقؓ فرمایا کرتے تھے کہ ان کی ایک غار کی رات پر اور زکوٰۃ کے منکرین سے جو انہوں نے جہاد کا اعلان کیا ہے۔ ان دونوں میں سے ایک دن پر عمرؓ کی ساری عمر کی عبادت قربان ہے۔ غار سے روانہ ہونے کے بعد کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قتل یا پکڑ لانے والے کا انعام سوسو اونٹ مقرر کیا اس لالچ سے ایک شخص سراقہ بن جعشم نے گھوڑے پر چڑھ کر پیچھا کیا اور جب آپؐ کے قریب پہنچا تو اس کا آدھا گھوڑا زمین میں دھنس گیا (چونکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اللہ سے دعا کی۔ اللھم اکفناہ بما شئت اللہ نے قبول فرمائی۔) جب سراقہ نے امان چاہی اور آپؐ کو ایذا نہ پہنچانے اور واپس جانے کا وعدہ کیا تو خداوند تعالیٰ نے اس کو نجات دی جب اس کا گھوڑا زمین سے نکلا۔ تو وہ واپس چلا گیا نبی علیہ الصلوۃ والسلام امن وامان سے مدینہ تشریف لے آئے۔ آپ بنی عمرو بن عوف میں دس روز کے قریب رہے۔ مسجد قبا بنائی اور پھر مدینہ کے اندر اونٹنی پر

تشریف لے گئے۔ اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے سامنے اونٹنی بیٹھ گئی۔ آپؐ نے فرمایا انشاء اللہ یہی مقام کی جگہ ہے پھر وہیں جگہ خرید کر مسجد نبویؐ بنائی جو آج تک موجود ہے۔ (خازن وغیرہ بحوالہ مترجم قرآن حواشی مولانا عبدالقہار محدث دہلوی)

حضرت خبیب کی شہادت و حضرت صہیب رومی کی ہجرت کا واقعہ

اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔ **ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ۔ واللہ رؤوف بالعباد** (پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۲۰۷)

ترجمہ :۔ اور بعض وہ لوگ ہیں جو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جان تک صرف کر دیتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔

اس آیت سے قبل واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم فحسبہ جھنم۔ ط و لبئس المھاد

ترجمہ:۔ اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈر تو وہ گھمنڈ میں آکر اور گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اسے جہنم ہی کفایت کرے گا۔ اور وہ نہایت برا ٹھکانا ہے۔

اس مذکورہ آیت میں منافقین کا ذکر ہے جو لوگ دین کے حیلہ سے دنیا کماتے ہیں ان کی زبانیں تو شہد سے زیادہ میٹھی ہیں لیکن ان کے دل ایلوے سے زیادہ کڑوے ہیں اس قسم کے لوگوں کو جب حق والا بتاتا ہے وعظ و نصیحت کرتا ہے۔ تو یہ بھڑک اٹھتے ہیں اپنی دنیاوی عزت کی خاطر قرآن و حدیث کو صاف جواب دے دیتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے جہنم ہے جو بدترین جگہ ہے دین کے عوض دنیا اختیار کرنے والے منافق کے مقابلہ میں حضرت صہیبؓ رومی وغیرہ مخلص کامل الایمان کا ذکر ہے کہ انہوں نے دین کی طلب میں دنیا کا مال وجان صرف کر دیا آپ نے جس وقت یہ بارادہ ہجرت مکہ سے مدینہ کا قصد کیا تو مشرکین نے ان کا گھر بار مال و دولت سب روک لیا۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے دین پر سب کچھ قربان کر دیا اس پر یہ آیت اتری۔ (**ومن الناس من یشری الی قولہ رؤوف بالعباد**) واقعہ رجیع بخاری شریف میں مفصل ہے۔ جس کا خلاصہ یہ کہ جنگ احد کے بعد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عاصمؓ کی امارت میں دس نفر کا لشکر کفار کی جاسوسی کے لئے روانہ کا جب وہ کبار صحابہؓ عسفان و مکہ کے

درمیان بستی رجیع کے پہاڑوں میں پہنچے تو مشرکین باخبر ہو گئے۔ اور سو تیر انداز مقابلہ کے لئے آ گئے۔ امیر لشکر حضرت عاصم رضی اللہ عنہ بار گاہ الٰہی میں دست بدعا ہوئے کہ الٰہی تو ہماری موجودہ حالت کی خبر اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدے بعد میں ان سو مشرکین سے لڑائی شروع ہو گئی۔ خلاصہ یہ کہ حضرت عاصمؓ مع سات صحابہؓ کے شہید ہو گئے اور باقی تین جن میں حضرت خبیبؓ و حضرت زید رضی اللہ عنہما بھی تھے کفار کے ہاتھوں قید ہو کر مشرکین مکہ کو فروخت کر دیئے گئے۔ حضرت خبیبؓ نے جنگ بدر میں حارث بن عامر مشرک کو قتل کیا تھا۔ حارث کے بیٹوں نے اپنے باپ کا بدلہ لینے کی غرض سے ان کو خرید لیا اور کچھ روز قید میں زندہ رکھنے کے بعد حد حرم سے باہر قتل کے ارادہ سے لے گئے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے دو رکعت نفل کی مہلت طلب کی اور خدا کے دربار میں سر جھکانے کے بعد یہ اشعار پڑھتے ہوئے ظالم عقبہ بن حارث کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ اشعار یہ تھے۔

فلست ابالی حین اقتل مسلما
علے ای شق کان للہ مصرعی

وذلک فی ذات الالہ وان یشا
یبارک علے اوصال شلو ممزق

یعنی جب کہ میں مسلمان ہو کر قتل کیا جا رہا ہوں تو کوئی پرواہ نہیں جس کروٹ بھی گروں۔ اور قتل کیا جا رہا ہوں۔ صرف خدا ہی کے راہ میں اگر وہ چاہے ایک ایک جوڑ میں برکت کر سکتا ہے۔ حضرت عمار بن یاسر بلال، ابوذر، خباب بن ارت رضی اللہ عنہم وغیرہم نے بھی کفار کی مصیبتیں جھیل کر اپنی جان کو رضائے الٰہی کے لئے وقف کر دیا تھا۔

۲۔ دوسری ہجرت:۔ دوسری ہجرت (یعنی چھوڑنا) یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے غلط اغراض کی خاطر اپنے عزیز واقارب یا عام مسلمانوں میں سے کسی مسلمان یا مسلمانوں کے امام یا جماعت کو چھوڑ بیٹھے ان سے علیحدگی اختیار کرے اور خدا اور رسولؐ کی طرف سے مقرر کردہ ان کے حقوق ادا نہ کرے۔ یہ ہجرت اور یہ چھوڑنا ازحد مذموم ہے خدا اور رسولؐ ایسے شخص کو اچھا خیال نہیں کرتے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ **لا یحل لمسلم**

ان یھجر اخاہ فوق ثلث فمن ھجر فوق ثلث فمات دخل النار - کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے۔ یعنی سلام کلام اور بات چیت نہ کرے اگر کسی نے تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھا اور اسی حالت میں مرگیا تو آگ میں داخل ہو گا۔ (مشکوۃ) دوسری روایت میں یوں ارشاد ہے۔

لا یحل لمومن ان یھجر مومنا فوق ثلث فان مرت بہ ثلث فلیلقہ فلیسلم علیہ فان رد علیہ السلام فقد اشترکا فی الاجر وان لم یرد علیہ فقد باء بالاثم وخرج المسلم من الھجرۃ (سنن ابی داؤد)

کسی مومن کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ کسی مومن کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے اگر اس پر تین دن گزر جائیں تو وہ مومن سے جا کر ملاقات کرے اور سلام کہے اگر وہ سلام کا جواب دے دے تو دونوں اجر میں برابر کے شریک ہوں گے۔ اور اگر وہ سلام کا جواب نہ دے تو خود ہی گنہگار ہو گا۔ اور سلام کرنے والا ہجرت یعنی چھوڑنے کے حکم سے نکل جائے گا۔

بلکہ جو مسلمان اس قرابتی تعلق کو جوڑ کر دوسروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہے اور ہر ایک کے حقوق کا خیال رکھتا ہے اس پر خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم کی بارش ہوتی ہے اور وہ دین و دنیا کے لحاظ سے عزت و آرام کی زندگی گزارتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

من احب ان یبسط لہ فی رزقہ وینسالہ فی اثرہ فلیصل رحمہ (بخاری، مسلم)

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں فراخی ہو اس کی عمر بڑی ہو تو وہ صلہ رحمی کرے۔

۳- **تیسری ہجرت** :- تیسری ہجرت (یعنی چھوڑنا) یہ ہے کہ انسان خدا اور رسولؐ کی معصیت سے اجتناب کرے گناہوں کو چھوڑنا ایک قابل تعریف امر اور مسلمانوں کے فرائض میں سے ایک ضروری فریضہ ہے اگر کوئی انسان نہیں چھوڑتا بلکہ چمٹا رہتا ہے تو یہ گناہ اسے ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اچھائیوں کا حکم اور برائیوں

سے روکتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

ان اللہ یامرکم بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ و ینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون

یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں عدل' احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے۔ اور تم کو بے حیائی اور نامعقول کاموں کے کرنے اور خدا اور رسولؐ کے سامنے اکڑنے سے منع کرتا ہے۔ وہ اس لئے تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم یاد رکھو (النحل آیت ۹۰) سورۃ الشوریٰ میں اپنے بندوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔

والذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش واذا ماغضبوھم یغفرون

وہ لوگ جو بڑے گناہوں اور فحش کاموں سے بچتے ہیں اور جب غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے۔ **المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ والمھاجر من ھجر مانھی اللہ عنہ** (بخاری شریف)

مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو اللہ کی منع کردہ چیزوں کو چھوڑ دے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ بجائے گناہوں سے ہجرت کرنے کے ہم ان سے چمٹے بیٹھے ہیں حالانکہ ایک مومن کے نزدیک یہ بڑی ہی بھیانک اور تباہ کن چیز ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ان المومن یری ذنوبہ کانہ قاعد تحت جبل یخاف ان یقع علیہ

مومن اپنے گناہوں کو ایسا تباہ کن سمجھتا ہے کہ گویا وہ ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہوا ہے اسے ڈر ہوتا ہے کہ پہاڑ اس پر گر نہ پڑے۔

وان الفاجر یری ذنوبہ کذباب مر علی انفہ فقال ھکذا ای بیدہ فذبہ عنہ

اور فاسق وفاجر آدمی اپنے گناہوں کو اس مکھی کی طرح سمجھتا ہے۔ جو کہ اس کی ناک پر آکر بیٹھ گئی اور اس نے ہاتھ سے اشارہ کر کے اسے اڑا دیا۔ (مشکوۃ شریف)

باقی صہ ۲۱ پر